۱۶ ملکی اور غیر ملکی مشنری تنظیموں سے وابستہ ۷۰۶ راہبات اور اُن کی مددگار خواتین ہیں جو تعلیمی، سماجی اور مذہبی کاموں میں مصروف ہیں۔ دو لاکھ افراد کے لیے اتنی بڑی تعداد میں مذہبی جذبے سے سرشار کارکنوں کی یقیناً ضرورت نہیں۔ یہ کارکن کیتھولک برادری کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے ساتھ بنگلہ دیش کی غیر مسیحی آبادی کو اپنا ہدف سمجھتے ہوئے کام کر رہے ہیں۔

پاکستان

سلامت مسیح اور رحمت مسیح کے دوبارہ وارنٹ گرفتاری

سیشن کورٹ لاہور کے ایڈیشنل سیشن جج نے ۱۶ اپریل کو رحمت مسیح اور سلامت مسیح کے دوبارہ وارنٹ گرفتاری جاری کرتے ہوئے پولیس کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ دونوں کو عدالت میں پیش کرے۔ یہ دونوں حضرات توہینِ رسالت کے ایک اور ملزم منظور مسیح کے قتل کے کیس میں گواہ ہیں۔ اس کیس میں توہینِ رسالت کے مقدمہ کے مدّعی مولوی فضلِ حق اور دیگر افراد ملزم کی حیثیت سے نامزد کیے گئے ہیں۔

دلچسپ صورتِ حال یہ ہے کہ رحمت مسیح اور سلامت مسیح جو منظور مسیح کے قتل کے اہم گواہان ہیں، اس وقت ملک میں نہیں ہیں۔ ۲۳ فروری کو لاہور ہائی کورٹ نے ان دونوں کی اپیل منظور کرتے ہوئے اُنہیں سزائے موت سے بری کیا اور ۲۵ فروری کو شب سوا گیارہ بجے پی آئی اے کی ایک پرواز سے اُنہیں اسلام آباد سے فرینکفرٹ (جرمنی) بھیج دیا گیا۔ اُنہیں ٹکٹ، پاسپورٹ اور ویزا ہنگامی بنیادوں پر قید کے دوران میں جیل کے اندر ہی فراہم کر دیا گیا تھا۔

رحمت مسیح اور سلامت مسیح کو سیشن کورٹ سے سزائے موت سنائے جانے کے بعد پاکستان کو یورپی دُنیا اور یورپی ذرائع ابلاغ کی طرف سے سخت تنقید کا سامنا تھا۔ خود وزیر اعظم پاکستان نے اس فیصلہ پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ ماہ فروری کے اوائل میں ابتدائی عدالت نے دونوں ملزموں کو سزائے موت سنائی تھی۔ ۱۶ فروری کو لاہور ہائی کورٹ میں سزائے موت کے خلاف اپیل کی سماعت کا آغاز ہوا اور ۲۳ فروری کو مقدّمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ یوں ۲۵ فروری کو دونوں ملک سے باہر بھیج دیے گئے۔

مغربی دُنیا کی طرف سے قانونِ توہینِ رسالت (تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ - سی) کو ایک بار پھر سخت طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ حال ہی میں جرمن صدر نے اپنے دورۂ پاکستان کے موقع

پر صدرِ پاکستان سے اس قانون پر بھی تبادلۂ خیال کیا۔ دیگر ممالک کی طرف سے بھی اس قانون کو ختم کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ مغربی دُنیا کی طرف سے شدید دباؤ، حکومتِ پاکستان کی طرف سے مدافعانہ اقدامات، مقدّمہ کی تیز ترین سماعت، دونوں ملزموں کی بہ عُجلت پاکستان سے روانگی اور قانونِ توہینِ رسالت کے خاتمہ کے مطالبات کو پاکستان کے عدالتی نظام کے خلاف عدم اعتماد سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ ابھی جب کہ ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی قانونی گنجائش موجود تھی دونوں ملزموں کو خصوصی انتظامات کے تحت بیرونِ ملک بھیج دینا عدالتوں پر عدم اعتماد کی توثیق ہے۔ قانونِ توہینِ رسالت کے خاتمہ کا مطالبہ اس اعتبار سے غیر منطقی اور مضر ہے کہ یہ قانون ملزمانِ توہینِ رسالت کو سزا دینے کا اختیار عدالت کو دے کر ان ملزموں کو انفرادی حملوں سے محفوظ کر دیتا ہے۔ اگر عوام پر ایک بار یہ تأثر قائم ہو جائے کہ توہینِ رسالت کے "مجرموں" کو عدالت سے سزا نہیں ملے گی تو تقاضائے ایمان اور حبِ رسالت ﷺ سے سرشار ہو کر لوگ ایسے ملزموں کو از خود سزا دینے لگیں گے جو ایک خطرناک رجحان ہوگا۔ خود زیرِ نظر مقدّمہ میں اگر لوگوں کے سامنے عدالت کا دروازہ کھلا نہ ہوتا تو عین ممکن تھا کہ مقدّمہ درج ہونے سے قبل ہی یہ ملزمان مار ڈالے گئے ہوتے۔ عدالتی نظام کی تدریج عدل و انصاف اور درست فیصلہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، ایک عدالت کے فیصلہ کے خلاف اس سے اعلیٰ تر عدالت میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ کسی گناہ گار کو سزا سے بچا لینے سے کہیں زیادہ انسانیت سوز خطرناک اور وحشت انگیز عمل یہ ہوگا کہ قانونی اور عدالتی راستوں کا خاتمہ کر کے بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیے جانے کے رستے کھول دیے جائیں۔ رحمت مسیح اور سلامت مسیح کے معاملات میں بیرونی دُنیا کی مداخلت نے نہ صرف پاکستان کے عدالتی نظام کی توہین کی ہے بلکہ عدالت کے فیصلے کو مشکوک ٹھہرانے میں معاونت کرتے ہوئے توہینِ رسالت کے "ملزموں" کی زندگی بھی خطرے میں ڈال دی ہے۔

مسیحی ملازمین کے لیے ایسٹر کا تحفہ

اس سال ایسٹر کے موقع پر وفاقی حکومت نے اپنے کم تنخواہ پانے والے مسیحی ملازمین کو ایسٹر کا تحفہ دینے کا فیصلہ کیا، اور وفاقی حکومت کے گریڈ ۱ تا ۱۵ میں کام کرنے والے دس منتخب مسیحی ملازمین کو ایسٹر کی خصوصی عبادات میں شرکت کے لیے سرکاری خرچ پر ویٹیکن سٹی بھیجنے کا بندوبست کیا۔ وفاقی وزیر برائے بہبود آبادی جناب جے سالک کی سربراہی میں قائم ہونے والی خصوصی کمیٹی نے کمپیوٹر کے ذریعہ قرعہ اندازی کر کے ان دس مسیحی ملازمین کا انتخاب کیا، جو بعد ازاں ایسٹر کی تقریبات میں شرکت کے لیے ویٹیکن روانہ ہو گئے۔